# سرکار کے حضور میں نذرانۂ عقیدت

نعتیہ شاعری کی مکمل چودہ سو سالہ (سنہ ۱۴۰۰) تاریخ اور ڈھائی سو شعراء کا انتخاب کلام

## ارمغانِ نعت

فدائیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مساجد اور والی آسی کا بہترین تحفہ۔ صحابۂ کرام، اولیائے امت مشاہیر شعراء، فارسی اور اردو کے ۲۵۰ شاعروں کی نعتوں کا حسین مجموعہ دیدہ زیب سرورق، سفید گلیزڈ کاغذ، عمدہ کتابت و طباعت، ۲۷۵ صفحات

قیمت صرف ــــــــــ تین روپے

## گلبانگ حرم

از حمید صدیقی، نعت و سلام کا مشہور مجموعہ، جس کے پڑھنے سے محبت و سرور کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور بیساختہ حرمین کے دیدار و اشتیاق میں دل امنڈنے لگتا ہے۔ قیمت مجلد تین روپے بارہ آنے

## بستان حرم

از حمید صدیقی۔ حمید صدیقی کا یہ نعتیہ کلام کا جدید مجموعہ اور تازہ اور دلکش گلدستہ ہے۔ قیمت عیر

## شاہ نامۂ اسلام (پاکٹ سائز)

خوبصورت سہ رنگا ٹائٹل کے ہمراہ حفیظ جالندھری کا شاہ نامۂ اسلام، چار جلدوں میں طبع کیا گیا ہے۔ ہر جلد ایک روپیہ، مکمل چار روپیہ

## بابِ کرم

از امۃ اللہ تسنیم، نعت و سلام اور مناجات کا ایک مختصر اور موثر مجموعہ۔ قیمت ۱ر

ملنے کا پتہ

**مکتبہ اسلام، ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ**


محمد ثانی حسنی نے تنویر پریس لکھنؤ ...

ورضوان من اللہ اکبر

مسلم خواتین کا
# دینی ترجمان

ماہنامہ
# رضوان
لکھنؤ

اگست


مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ ت



دفتر ماہنامہ رضوان، گوئن روڈ، لکھنؤ

سالانہ ... فی پرچہ



★ RIZWAN Lucknow Regd. No A-197 ★



ہماری
## چند اہم کتابیں

**زادِ سفر**، مترجمہ امۃ اللہ تسنیم، بمقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی رح۔ امام نووی رح شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ، جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائلِ اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ کتاب بہترین دینی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ، پھر احادیث ہیں — مکمل مجلد آٹھ روپے

**حسنِ معاشرت** مصنفہ والدہ مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔
مسلمان لڑکیوں کیلئے ایک ایسی کتاب جسمیں دینی ہدایات کیساتھ میکہ سے سسرال تک کے تمام امورِ خانہ داری، سلیقہ شعاری، رہن سہن کے سارے طریقے بتائے گئے ہیں۔
قیمت ۶۲ پیسے

**ہمارے حضور** بچوں کیلئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو بچوں کے نصاب میں داخل کرنیکے لائق ہے، یہ کتاب امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ایڈیٹر رضوان کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے۔ قیمت ایکروپیہ پچاس پیسے۔

ملنے کا پتہ
**مکتبۂ اسلام - گوئن روڈ، لکھنؤ**



صرف ٹائٹل دہلی آرٹ پریس دہلی میں چھپا

ہر انگریزی مہینہ کی ۲۵ تاریخ کو شائع ہونیوالا
مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

# ماہ نامہ رضوان لکھنؤ

جلد (۶) اگست ۱۹۶۲ء مطابق صفر ۱۳۸۲ھ نمبر (۵)

**اگر اس دائرہ میں ◯ سرخ نشان ہو تو**

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا سال خریداری پورا ہو چکا، براہ کرم آئندہ سال کیلئے اپنا چندہ زیادہ سے زیادہ بیس تاریخ تک روانہ کر دیجئے ورنہ اپنی رائے سے مطلع کیجئے، اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آئندہ شمارہ وی۔پی سے ارسال ہوگا جس میں آپ کے ۵۰ نئے پیسے زیادہ لگیں گے

## سالانہ چندہ

| | |
|---|---|
| ہندستان میں ـــــ تین روپیہ | ممالک غیر بحری ڈاک ـ ۶ شلنگ |
| پاکستان میں ـــــ تین روپیہ ۵۰ نئے پیسے | ممالک غیر ہوائی ڈاک ـ ۱۰ شلنگ |

## پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات متصل خیر المدارس ملتان (مغربی پاکستان)

(۱) جن صاحب کو کسی ماہ کی ۶ تاریخ تک پرچہ نہ ملے وہ خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیں ورنہ تعمیل مطلوبہ میں تاخیر ہو گی۔

(۲) پاکستانی حضرات ترسیل زر کے علاوہ جملہ خط و کتابت مع حوالہ نمبر خریداری پتہ ذیل سے کریں

نوٹ:- ایجنٹ حضرات براہ راست گفتگو کریں۔

دفتر ماہ نامہ رضوان ۳۷، گوئن روڈ۔ لکھنؤ

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| (۱) اپنی بہنوں سے | مدیر | ۳ |
| (۲) قرآن کے آئینے میں | مولانا محمد منظور نعمانی | ۶ |
| (۳) رسول کی باتیں | امۃ اللہ تسنیم | ۷ |
| (۴) رسولِ عربی (نعت) | ابرار اسحر | ۹ |
| (۵) اسلام کہاں ملتا ہے | بیگم اصغر حسین | ۱۱ |
| (۶) قرآن پاک کا مطالعہ | طاہرہ بیگم | ۱۳ |
| (۷) ایک بڑی نعمت | فخر النساء شاہین | ۱۶ |
| (۸) قیصر روم کو اسلام کی دعوت | عارف رحمٰن خاں | ۱۹ |
| (۹) اسلام کے گیت (نظم) | شاکر اسعدی | ۲۳ |
| (۱۰) حکمت کی آٹھ باتیں | محمد یوسف اصلاحی | ۲۴ |
| (۱۱) بعد از وقت | فرحت سلطانہ | ۲۹ |
| (۱۲) یہ تہذیب حاضر کی جلوہ گری ہو | سید حبیب بار حسینی | ۳۳ |
| (۱۳) یہ دنیا مسافر خانہ ہے | شمس الدین | ۳۷ |
| (۱۴) رخصتِ اے ناز پدر تسکینِ مادر الوداع (نظم) | ام سلمیٰ | ۳۹ |




بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اپنی بہنوں سے!

## آخر کس وقت کا انتظار ہے؟

آج کی اشاعت میں ایک اہم اور خطرناک مسئلہ کے سلسلہ میں "ندائے ملت" ۲۰ جولائی ۱۹۶۲ء سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے ایک مضمون کے چند ٹکڑے دئے جا رہے ہیں جن سے مسلمان بچوں کی انتہائی مشکلات اور پریشان کن مسائل کا اندازہ ہوگا، اب ہم اس منزل تک پہونچ چکے ہیں کہ ہماری نسلیں کفر و شرک کی آغوش میں زبردستی ڈھکیلی جا رہی ہیں اور کتنے ایسے مسلمان ماں باپ ہیں جن کو اس صورتِ حال کی خبر نہیں، اگر ہے تو ان کو اس ذلت و نکبت کا احساس نہیں، آخر وہ کون سا وقت آئے گا جب ماں باپ اپنی ذمہ داری کو پہچانیں گے۔

"ندائے ملت" کے ناظرین نے ۲۲ جون ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں قاضی محمد عدیل صاحب عباسی کا مضمون پڑھا ہوگا جس میں پہلی مرتبہ اس نئی صورتِ حال کی اطلاع دی گئی ہے جس سے یو۔پی کے مسلمان دوچار ہو رہے ہیں یعنی یہ کہ بیسک اسکولوں کے نئے پراسپکٹس کے مطابق تمام درجوں میں اب مذہبی تیوہار جنتیاں اور دیوس (یوم) منائے جائیں گے۔ ان مذہبی تیوہاروں میں قدرتی طور پر بھاری اکثریت ہندو تیوہاروں اور جنتیوں کی ہے، ان سب میں وہ تقریبات اور رسوم منائی جائیں گی جن کی حیثیت مذہبی ہے اور

جن کا اہم عنصر اور روح پوجا پاٹ اور غیر اللہ کی عبادت و تقدیس ہے... ذمہ دار اور متعلقہ اشخاص سے دریافت کرکے اس کا بھی اطمینان کر لیا گیا ہے کہ نصاب یا تعلیم کا یہ عملی جزء عمومی اور ضروری ہوگا اور اس میں کسی فرقہ کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے

اب کم سے کم یو۔ پی کے مسلمانوں کے سامنے ایک بہت سنگین مسئلہ اور نازک صورت حال آگئی ہے...... یعنی یہ کہ ملت اسلامیہ کے (جس کی ساری بنیاد عقیدہ توحید پر ہے) نونہالوں کو عملی طور پر مشرکانہ رسول اور غیر اللہ کی عبادت و تقدیس کے کاموں میں شرکت کرنی پڑے گی جو مسلمان کے لئے قطعی حرام اور ناجائز ہے اور اس طرح ان کو تعلیم کی منزل پر پہونچنے کے لئے کفر کی منزل سے گزرنا ہوگا۔

اگر مسلمان اس مسئلہ کو اس نقطۂ نظر سے دیکھیں کہ یہ کفر و ایمان کا مسئلہ ہے اور اس وقت ان کا تساہل یا ان کی غفلت آئندہ نسل کو ہمیشہ کے لئے کفر و شرک کی آغوش میں ڈال دے گی اور اس کا اجتماعی فیصلہ کرلیں کہ وہ کسی قیمت پر اس خطرہ کو مول لینے اور اپنے ان معصوم بچوں کے ساتھ دشمنی کے لئے تیار نہیں ہیں جو خود اس کی سنگینی اور خطرناکی نہیں سمجھ سکتے۔ تو یہ مسئلہ کسی طویل جد و جہد کا محتاج نہیں، جمہوری اور لا مذہبی حکومت میں اور ضمیر و عقیدہ کی آزادی کے اس دور میں کسی ایسے جبریہ نظام کی قطعاً گنجائش نہیں ہے جو ایک ایسے کثیر التعداد اور اہم فرقہ کے بنیادی عقیدہ مزاج اور مسلک زندگی سے متصادم ہو اور اس کو جڑ سے اکھیڑ دینے کیلئے



آمادہ ہو، اس سلسلہ میں جو چیز بنیادی اور اولین اہمیت رکھتی ہے، وہ مسلمانوں کا خود اپنا فیصلہ، عزم اور ایثار ہے، پوری امن پسندی، دیش کی محبت، قانون کے احترام اور اپنے ملک کی بہبودی اور خیر خواہی کے جذبہ اور اعتماد کے ساتھ اس بات کا کھلا ہوا اعلان کہ یہ صورت حال ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے اور ہم کو اپنے بچوں کا ان تعلیم گاہوں کے فوائد اور سہولتوں سے محروم رہنا گوارہ ہے لیکن ان کے ایمان، دینی احساسات اور شعور کو خطرہ میں ڈالنا اور مشرکانہ اعمال میں شریک ہونا کسی قیمت پر گوارا نہیں، بس یہ اجتماعی فیصلہ بڑی سے بڑی صورت حال کو تبدیل کرسکتا ہے............

ان سطور کے لکھے جانے کے بعد یہ خوشخبری ملی کہ ۱۲/جولائی ۱۹۶۲ء کو دینی تعلیمی کونسل اور دینی تعلیمی بورڈ کے وفود الگ الگ اوقات میں یو۔ پی کے وزیر تعلیم سے ملے اور اپنے مطالبات اور مسلمان بچوں کی ان دشواریوں کو ان کے سامنے رکھا، وزیر تعلیم نے پورے غور سے بات سنی اور فوراً ان احکام کو منسوخ کرنے کا حکم دیا جن سے مسلمان بچوں کے کفر و شرک میں مبتلا ہونے کا خطرہ تھا،......

......، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ مسلمان علماء اور اہل درد و فکر کی کوششیں بار آور ہونے لگیں لیکن ابھی مسلمان ماں باپ کو چوکنا رہنا چاہئیے اور بچوں کی تعلیم پر نظر رکھنی چاہیے، اس لئے کہ کفر و شرک چور دروازوں سے آنے کی کوشش کریگا۔

# قرآن کے آئینے میں

مولانا محمد منظور نعمانی

اخلاق و آداب کے سلسلہ کی قرآن مجید کی ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے اپنے آپ کو صاف رکھنا چاہیے۔

سورۂ مدثر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر فرمایا گیا ہے

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (مدثر) اور اپنے کپڑے (بھی) پاک صاف رکھو اور ہر طرح کی گندگی اور میل کچیل سے دور رہو۔

اور سورۂ توبہ میں اصحاب نبیؐ کے ایک خاص طبقے کی صفائی پسندی اور اس کے خاص اہتمام کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (توبہ) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو پاک صاف رہتے ہیں اور اس کا اہتمام کرتے ہیں۔

اور سورۂ بقرہ میں ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین (بقرہ) اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والے اور پاک صاف رہنے والے بندوں سے گویا طہارت و پاکیزگی ان اوصاف میں سے ہے جن کی وجہ سے بندہ اللہ کی محبوبیت کا مستحق ہو جاتا ہے

اللّٰھم اجعلنا من التوابین واجعلنا من المتطہرین ۔



# رسول کی باتیں

امۃ اللہ تسنیم

حضرت ابوذرؓ اور معاذ بن جبلؓ دونوں بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں بھی تم ہو اللہ سے ڈرو اور برائی کے بعد نیکی کر لو وہ اس برائی کو مٹا دیگی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا، آپ نے فرمایا اے لڑکے میں تم کو چند باتیں سکھا دوں، اللہ کے حکموں کی نگہداشت کر وہ تیری حفاظت فرمائے گا، اللہ کو یاد کر تو اس کو اپنے سامنے پائیگا۔ اور جب سوال کرنا تو اللہ ہی سے سوال کرنا۔ جب مدد چاہنا تو اُسی سے مدد چاہنا، اور جان لے کہ اگر ساری دنیا اس بات پر اتفاق کر لے کہ تم کو نفع پہنچائے تو کچھ بھی نفع تم کو نہیں پہنچا سکتی، مگر وہی جو تمہارے لئے اللہ نے لکھ دیا ہے، اور اگر ساری دنیا اس بات پر اتفاق کر لے کہ تم کو نقصان پہنچائے تو نقصان نہیں پہونچا سکتی، مگر وہی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کا دھیان رکھو، تم اس کو اپنے سامنے پاؤگے اور آرام کے زمانے میں اللہ سے تعلق پیدا کر لو تو وہ مصیبت کے وقت کام آئیگا اور یاد رکھو جو چیز تمہیں نہ ملی وہ ملنے والی ہی نہ تھی اور جو مل گئی وہ خطا کر ہی نہ سکتی تھی، یاد رکھو صبر کے ساتھ مدد ہے اور مصیبت کے

ساتھ کشائش اور مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

حضرت انسؓ لوگوں سے فرماتے ہیں کہ تم عمل کرتے ہو اور وہ تمہاری نگاہ میں بال سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے اور ہم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک کر دینے والے اعمال میں کرتے تھے۔ حضرت شدادؓ ابن اوس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا جائزہ لے اور آخرت کے لئے عمل کرے، پیچھے رہ جانے والا وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کے پیچھے لگا دے اور اللہ سے بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھا رہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام لانے کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دے جو اس کے مطلب کی نہ ہو۔

---

(۱) نفس کا احتساب یہ ہو کہ اپنے اعمال کا صبح سے شام تک جائزہ لے کہ اس نے کیا کیا عمل کئے ہیں اور حقیقت میں بڑے سمجھ کی یہ بات ہو کہ آدمی کل کے سفر کی آج تیاری کرلے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ دنیا سفر کیلئے بڑے بڑے پروگرام بنتے ہیں، تیاریاں ہوتی ہیں، نت نئے انتظام ہوتے ہیں زائد سے زائد ناشتہ کیا جاتا ہے کہ سفر میں تکلیف نہ ہو اور آخرت کے سفر کی جو بہت بڑا سفر اور بہت اہم سفر ہے جہاں نہ کوئی سنگ نہ ساتھی اس کی فکر کسی کو نہیں، اس کے لئے کوئی پروگرام نہیں، کچھ سامان نہیں۔



# رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

ابرار احمد المظاہری بستوی

یہ دل و جان رسولِ عربیؐ — تجھ پہ قربان رسولِ عربیؐ
قابَ قوسین ہی منزل تیری — یہ تری شان رسولِ عربیؐ
تیرے اخلاق کا آئینہ ہے — سارا قرآن رسولِ عربیؐ
امن و راحت کے نشاں ہیں بیشک — تیرے فرمان رسولِ عربیؐ
تیرے قدموں کے تلے ہے جنت — ہے یہ ایمان رسولِ عربیؐ
ہم کو انسان بتایا تو نے — تیرا احسان رسولِ عربیؐ
یہ زباں اور ترا ذکر جمیل — تیرا فیضان رسولِ عربیؐ
پیش کس ڈھنگ سے کروں تیرے حضور — غم کا عنوان رسولِ عربیؐ
راہ روکے ہیں بڑی مدت سے — نفس و شیطان رسولِ عربیؐ
اک مصیبت ہے تیری اُمت پر — ہو یہ آسان رسولِ عربیؐ

تیرے کوچے کا گدا ہو ابرار
ہے یہ ارمان رسولِ عربیؐ

بیگم اصغر حسین ایڈوکیٹ

# اسلام کہاں ملتا ہے؟

جھونپڑیوں میں شکستہ چہار دیواریوں اور متوسط گھرانوں میں، جہاں لالٹین کی اور چراغوں کی ٹمٹماتی روشنیاں ہوتی ہیں۔ جہاں عیش و عشرت کے ہنگامے نہیں ہوتے، جہاں دو وقت کا کھانا بآسانی میسر نہیں ہوتا۔ جہاں بھڑکیلے لباس نہیں ہوتے، صحیح معنوں میں اگر آپ اسلام تلاش کریں گے تو انھیں گھروں میں اسلام کی سچی شیدائی نظر آئیں گی، یہ ہماری توقع بے کار ہے کہ بڑے بڑے محلوں اور کوٹھیوں میں جہاں بلب جگمگاتے ہیں، برقی پنکھے چلتے ہیں، عمدہ لباس ہو۔ سیکڑوں روپئے کا میک اپ کا سامان ہے، وہاں ہم کو اسلام کی ایک کرن بھی نظر آئے گی، ذرا مسجدوں پر نظر ڈالئے۔ آج مسجدیں انھی لوگوں سے آباد ہیں، جن میں انگریزیت کی خو بو نہیں ہے جن کے گھروں میں فیشن پرستی کی وبا نہیں پھیلی ہے۔ یہ مثل مشہور ہے کہ روپیہ خدا سے ملاتا ہے اور چھڑا بھی دیتا ہے۔ اگر روپیہ کا صحیح مصرف ہے تو بندہ خدا سے خوشنودی حاصل کرتا ہے ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دین دنیا کھو بیٹھتا ہے۔

عبرت کا مقام ہے کہ چند روزہ دنیا میں اب جشن مسرت کے



سوا کچھ رہا ہی نہیں ہے، خدا کا خوف حرف غلط کی طرح مٹ گیا ہے نہ موت کی فکر نہ آخرت کی خبر۔ کیا یہ (نعوذ باللہ) غلط ہے کہ جنھوں نے اللہ عز وجل کا انکار کیا یا اس سے غفلت برتی اور اپنی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، ان کو سخت سے سخت عذاب بھگتنا ہوگا، قیامت میں ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا، انسان کی غفلت کا کیا ٹھکانا ہے، موت سر پر منڈلا رہی ہے۔ خبر نہیں کس وقت کون آفت آجائے۔

کلام پاک کی آیت کا مضمون ہے اے منکرو تم آخرت کا سامان نہیں کرتے، تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، حالانکہ آخرت دنیا سے بدرجہا بہتر ہے اور یہ مضمون صرف قرآن شریف ہی کا دعوٰے نہیں بلکہ اگلے صحیفوں میں بھی ہے۔ (یعنی ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں)

اس سے زیادہ پاکستانی مسلمانوں کی زبوں حالی تشویش ناک اور قابل افسوس ہے۔ اس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی ایمان کی روشنی عطا فرمائی ہے۔ ہر شخص انگریز بننے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے پر مٹا جا رہا ہے، یہی ایمان ہے اور یہی اسلام ہے۔ انگریزیت نے وہ زبردست سکہ پاکستان پر جمایا ہے کہ اب مسلمانوں کو اس سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہی نظر آتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کہیں کا بھی مسلمان طبقہ ہو مردوں کے ساتھ عورتوں کی بھی مٹی پلید ہو رہی ہے، جو لڑکیاں دیندار ماحول میں پروان چڑھتی ہیں ان کی مشرقی تہذیب اور ایمانی جذبہ بُرے راستہ پر نہیں ڈال پاتا، لیکن

آزاد اور رنگین ماحول کی لڑکیاں دائرۂ اسلام میں کیونکر مقید رہ سکتی ہیں، اس وقت شدید ضرورت اس کی ہے کہ والدین سچے مسلمان ہوں گھر کا ماحول اسلامی ہو کہ شوہر کی ہزار آزادروی کے باوجود لڑکیاں مسلمان ہی رہیں تاکہ ان کی اولاد بھی مسلمان رہ سکے، ہمارے اجتماعات کے فوائد بڑے لوگوں تک نہیں پہونچ پاتے، چاہیئے تو یہ تھا کہ مائیں لڑکیوں کو لیکر شرکت ضروری سمجھتیں، مگر یہاں تو بدقسمتی سے مائیں خود آنے سے معذور رہیں، ایک مہینہ میں دو گھنٹہ اجتماع میں صرف کرنا نہایت دشوار ہے برعکس اس کے ڈنر پارٹیوں اور سینما میں کئی گھنٹے گزارنا آسان ہے۔ مثل مشہور تھی کہ عورتیں (خواہ کسی مذہب کی ہوں) زیادہ مذہبی ہوتی ہیں لیکن آج تو اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ میں اپنے خالق کی بارگاہ میں صدق دل سے دعا کرتی ہوں کہ میرے مالک عزت و ذلت دینے والا صرف تو ہے۔ اگر تو عزت نہ دے تو وہ حاصل نہیں کر سکتا، اگر تو ذلیل کرے تو محفوظ نہیں رہ سکتا، کس زبان سے تیرا شکر ادا ہو کہ کلام برحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماکر احسان عظیم ہم پر کیا ہے۔ ہم بھٹکے ہوئے تھے راہ راست ہم کو دکھائی۔ ہمیں اپنی زندگی گزارنے کا قانون و طریقہ عطا فرمایا۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہم سب خواتین کو توفیق عطا فرما تیرے کلام پاک کو پڑھیں اور سمجھیں تیرے ایک ایک حکم پر عمل پیرا ہوں۔ آمین

یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ،



طاہرہ بیگم پرویں قائم گنج

# قرآنِ پاک کا مطالعہ

صفحۂ گیتی پر کوئی دوسری کتاب ایسی موجود نہیں جس نے اپنے پڑھنے والوں کو اپنے مضامین پر غور کرنے کی اتنی تاکید کی ہو، جتنی تاکید قرآن پاک اپنے پڑھنے والوں سے کرتا ہے۔ قرآن بار بار تقاضہ کرتا ہے کہ اس کے مضامین پر بھرپور غور کیا جائے اور اس کے معنی کو سمجھا جائے اور اسکی بتائی ہوئی باتوں پر پورا پورا دھیان رکھا جائے ــــ لیکن اس کے برعکس یہ بھی حقیقت ہے کہ شاید ہی دنیا میں دوسری کتاب ایسی ہو جو بغیر سوچے سمجھے اتنی پڑھی گئی ہو، جتنا کہ قرآن پاک کو پڑھا جاتا ہے اور پڑھا جا رہا ہے۔ اللہ کی کتاب کے ساتھ یہ زیادتی خود اس کے ماننے والوں نے کی ہے اور کی جا رہی ہے۔ بہنو! غور کرو کہ آپ ہی نہیں بلکہ ہر شخص معمولی سی معمولی کتاب پڑھتے وقت اسی کوشش میں سرگرداں رہتا ہے کہ اس کا دماغ حاضر رہے اور جو کچھ وہ پڑھ رہا ہے اس کا مطلب ضرور اس کے ذہن پر ثبت ہوتا جائے پڑھنے کا یہ مفہوم کہ زبان پر پڑھے جانے والے الفاظ ہوں اور ذہن و دماغ دوسرے خیالات سے پُر ہوں، یہ بالکل عجیب مفہوم ہے جو غالباً تلاوت قرآن پاک کے علاوہ کسی دوسری پڑھی جانیوالی کتاب کے

بارے میں پایا ہی نہیں جاتا۔

آپ نے اکثر اندازہ کیا ہوگا کہ قرآن پاک پڑھنے والوں کی تعداد ہر زمانہ میں بہت رہی ہے، یہ ایک ایسی زندۂ جاوید کتاب ہے جو ہمیشہ زندگی کا ساتھ دینے والی ہے، اس کتاب میں مشکل سے مشکل اور آسان سے آسان مسئلہ کا حل موجود ہے، اگر کوئی شخص اپنے کو اس عظیم الشان کتاب سے مستفید ہونے کا موقع خود کو نہ دے تو یہ اسکی بڑی محرومی ہوگی جبکہ ہر وقت اس سے فیضیاب ہونے کے لئے دروازے کھلے ہوئے ہیں، دیکھیے کہیں ہم اور آپ اس ناسمجھ بچّہ کے مصداق نہ ہو جائیں جو اپنی شکل آئینہ میں دیکھتا ہے کبھی مسکرا دیتا ہے اور کبھی رونے بھی لگتا ہے کبھی ہاتھ مارتا ہے کبھی وہ اپنی حقیقی شکل نہیں پہچانتا ہے، قرآن پاک کا مطالعہ کرتے وقت ہوسکتا ہے کہ بچّہ کی طرح ہم بھی اپنی شکل دیکھتے ہوئے گزر جائیں اور یہی تصور کرتے رہیں کہ یہ کوئی اور شکل ہے اور اپنی حقیقی شکل کو نہ پہچان پائیں، دراصل اپنی سعیٔ پیہم یا جستجو دنیا کی سب سے بڑی جستجو ہے۔

یقیناً جس نے اپنے کو قرآن پاک میں پالیا، اس نے بہت کچھ تلاش کر لیا کوئی شخص بھی خلوص نیت اور طلب جستجو کے ساتھ اپنے کو پانے کی کوشش کریگا تو انشاء اللہ ضرور ہی پائے گا، بشرطیکہ اس پر پورا اعتماد و یقین بھی ہو اور اپنے کو پہچانتا بھی ہو۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب تمام انسانوں کے لئے شمع ہدایت اور روحانی اخلاقی زندگی کے لئے ایک ضروری غذا ہے، اس کے بغیر انسانی زندگی کا مقصد پورا نہیں



ہوسکتا۔ جو شخص بھی اس غذا سے جتنا فائدہ بھی حاصل کریگا اسکی روحانی اور اخلاقی زندگی اتنی ہی بہتر رہے گی۔

غور کیجیے کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس نے دیکھتے دیکھتے ایک قوم میں انقلاب پیدا کر دیا اور یہ قوم آگے بڑھ کر ایک انقلاب کی علمبردار بن گئی، اسی کتاب نے انسانی زندگیوں کو شر سے خیر میں تبدیل کر دیا۔ لوگوں کے سوچنے کا طریقہ، ان کا آرٹ، شاعری، تمدن، نظام سیاست، طرز معاشرت، معیشت کے نقشوں کو یکسر بدل ڈالا، اس سے بڑھ کر انسانی تاریخ میں کوئی اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

آئیے ہم اور آپ عہد کریں کہ قرآن پاک کے مطالعہ کے ساتھ اپنی زندگیوں کو بدل کر خدا کی خوشنودی حاصل کرلیں۔ خدا ہماری اور آپ کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔


## حسنِ معاشرت

مصنفہ والدۂ محترمہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مسلمان لڑکیوں کے لئے ایک ایسی کتاب جس میں دینی ہدایات کے ساتھ میکہ سے سسرال تک کے تمام امور خانہ داری، سلیقہ شعاری، رہن سہن کے سارے طریقے بتائے گئے ہیں۔ قیمت ۶۲ نئے پیسے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام، ۳۷ گوئن روڈ۔ لکھنؤ

فخرالنساء شاہین سرونج

# ایک بڑی نعمت

خدا نے ہمارے واسطے دنیا میں کتنی ایسی چیزیں مہیا کی ہیں جن کو ہم حاصل کرتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی ان کو پالینے کے بعد اس رب کا شکریہ ادا نہیں کرتے جس نے یہ چیزیں ہمارے لئے پیدا کیں اور ہم کو توفیق عطا فرمائی کہ ہم انھیں صحیح ڈھنگ سے حاصل کرسکیں۔ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو "شکر تو درگزر" نعمتوں میں سے بعض کو اس طرح ٹھکرا دیتے ہیں کہ جیسے ان سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ یا پھر اسے حاصل کرتے بھی ہیں تو غلط استعمال میں لاتے ہیں۔

خدا کی سب سے بڑی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت علم ہی کو لیجئے علم وہ چراغ ہے جو جہالت کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔ علم دو طرح کے ہوتے ہیں

(۱) ایک تو وہ علم ہے جس سے کہ ہمیں دنیا میں فائدہ پہونچ سکتا ہے۔

(۲) اور دوسرا وہ علم ہے جو دنیا و آخرت دونوں میں فلاح دینے والا ہے اور وہ ہے علم دین۔

ایک شخص یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے، کیونکہ وہ مسلم خاندان میں پیدا ہوا ہے۔ اسی لئے وہ فخر کے ساتھ بتاتا ہے کہ "میں مسلمان ہوں" حالانکہ اسے اپنے مذہب اسلام کے بارے میں پوری پوری واقفیت ہی نہیں۔



اور واقفیت بھی کیسے ہو جب کہ اس نے علم دین کا مطالعہ بھی نہیں کیا، وہ کس طرح کفر اور اسلام میں امتیاز برت سکتا ہے۔

کوئی آدمی اندھیرے میں پگڈنڈی پر چلا جارہا ہو، اسے اپنی منزل کی تلاش ہے لیکن اندھیرے کی وجہ سے اس کے قدم دوسرے راستہ پر بہک جائیں، اثنائے راہ میں کوئی "دجال" آکر کہے میاں تم راستہ بھول گئے ہو۔ آؤ میں تمھاری منزل تک پہنچادوں اور وہ بیچارہ اس دجال کے کہنے میں آکر کہیں سے کہیں پہنچ جائے تو پھر کیا ہو۔؟ اس قسم کے خطرات وہی شخص مول لے سکتا ہے۔ جس کے پاس کوئی روشنی نہ ہو۔ اگر اس کے پاس کوئی روشن چیز یا روشنی ہوگی تو ظاہر ہے وہ اپنے راستہ سے نہیں بہک سکتا۔ اس لئے کہ روشنی کی مدد سے اسکی منزل مقصود کی راہ کے نشان اس پر عیاں ہوجائیں گے۔

بس یہیں پر قیاس کرلیجئے کہ اگر مسلمان کے پاس علم دین کی روشنی ہوگی تو وہ کفر و شرک کے ٹیڑھے راستوں کو پہچان کر اپنی منزل (آخرت) کے صحیح راستہ (اسلام) پر گامزن ہوجائے گا۔ اب چاہے اسے کوئی دجال ملے یا کوئی اور بہکانے والا لیکن وہ اس کی پرواہ کئے بغیر اپنے صحیح راستہ پر قدم بڑھاتا چلا جائے گا۔

اس وقت علم دین حاصل کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اس پر ہماری اور ہمارے آگے آنے والی نسلوں کے مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے کا انحصار ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ اس سے

لاپرواہی برتی جائے۔ ہم اپنی کھیتی اچھی سے اچھی بنانے کے لئے کیا کیا تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ جاڑا، گرمی، برسات سب ایک کر دیتے ہیں تب اچھی فصل تیار ملتی ہے۔ تیس دن لگن سے نوکری پر جاتے ہیں تاکہ ہمارا افسر ہم سے خفا نہ ہو اور ہماری تنخواہ بند نہ ہو جائے۔ لیکن کیا ہمیں سب سے بڑے مالک خدا کا خوف نہیں۔ اسے راضی رکھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا ہوگا۔ ضروری نہیں کہ آپ مولوی فاضل بنیں اور تمام عمر علم دین میں ہی گزار دیں۔ لیکن اتنا علم تو از حد ضروری ہے جس کی وجہ سے جائز و ناجائز کا فرق معلوم ہو برے کاموں سے بچ سکیں اور کفر و الحاد سے اپنے بچوں اور ملنے والوں کو بچا سکیں اور خود اللہ کی سچی فرمانبردار بندی ہو کر زندگی گزار سکیں۔

**زادِ سفر**
مترجمہ:۔ امۃ اللہ تسنیم
مقدمہ:۔ علامہ سید سلیمان ندوی ؒ

امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول عام کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ جس میں صرف بخاری، مسلم، ترمذی وابوداؤد کی وہ مستند روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہو اور جو صحیح روحانیت تقویٰ اخلاص ایمان پیدا کرنے کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہو۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ پھر احادیث ہیں۔
قیمت مکمل مجلد سات روپئے آٹھ آنے
مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ



عارف الرحمٰن خاں

# قیصرِ روم کو دعوتِ اسلام

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وحیہ کلبیؓ کو قیصر روم کے پاس اسلام کا داعی بنا کر بھیجا۔ وحیہ کلبیؓ نامۂ مبارک لے کر روانہ ہوئے اور اس عظیم الشان دعوت نامہ کو بصریٰ میں حارث غسانی کے سپرد کیا، اُس نے اُس نامۂ مبارک کو قیصر کو بھجوا دیا۔ قیصر کو کچھ تشویش ہوئی اور اس نے حکم دیا کہ عرب کے کسی شخص کو ڈھونڈ لاؤ اتفاق سے ابوسفیان غزہ میں مقیم تھے۔ قیصر نے شاندار دربار آراستہ کیا۔ ابوسفیان کے ساتھ کچھ اور عربی تھے۔

قیصر:۔ تم میں سے مدعی نبوت کا رشتہ دار کون ہے؟

ابوسفیان:۔ میں۔

ق:۔ مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟

ا۔س:۔ شریف ہے۔

ق:۔ اس خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟

ا۔س:۔ نہیں۔

ق:۔ اس خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے۔

ا۔س:۔ نہیں

ق :- جن لوگوں نے نبی کا مذہب قبول کیا ہے کیا وہ کمزور ہیں ؟

ا-س :- ہاں -

ق :- اس کے ماننے والے بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں -

ا-س :- بڑھتے جاتے ہیں -

ق :- کبھی تم لوگوں کو اسکی نسبت جھوٹ کا بھی تجربہ ہوا ؟

ا-س :- نہیں

ق :- وہ کبھی عہد و اقرار کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے ؟

ا-س :- ابھی تک تو نہیں کی لیکن اب نیا معاہدہ ہوا ہے، اس پر قائم رہتا ہے یا نہیں -

ق :- کبھی تم لوگوں نے اس سے جنگ بھی کی ہے ؟

ا-س :- ہاں -

ق :- نتیجہ کیا رہا ؟

ا-س :- کبھی وہ غالب رہے اور کبھی ہم -

ق :- وہ کیا سکھاتا ہے ؟

ا-س :- وہ کہتا ہے ایک خدا کی عبادت کرو، کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو، پاکدامنی اختیار کرو - سچ بولو - رحم کرو -

ق :- اگر یہ سچ ہے کہ اس کے پیرو بڑھ رہے ہیں، وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا، وہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا، اور اس کی تعلیم اونچی ہے تو میری قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا - مجھ کو یہ معلوم تھا کہ



ایک پیغمبر آنے والا ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ عرب میں پیدا ہوگا، اگر میں وہاں جا سکتا تو خود جاتا اور اس کے پاؤں دھوتا -

اس کے بعد قیصر نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خط پڑھنے کو کہا -

## نامۂ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"محمدؐ کی طرف سے جو خدا کا بندہ اور رسول ہے یہ خط ہرقل کے نام جو روم کا رئیس اعظم ہے اس کو سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے - اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں اسلام لا - تو سلامت رہے گا - خدا تجھ کو دگنا اجر دے گا - اور اگر تو نے نہ مانا تو اہل ملک کا گناہ تیرے اوپر ہوگا - اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے، وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کو نہ پوجیں اور ہم میں سے کسی کو (خدا کو چھوڑ کر) خدا نہ بنائے اور اگر تم نہیں مانتے تو گواہ رہو کہ ہم مانتے ہیں"

اہل دربار خط اور گفتگو سن کر برہم ہو گئے - قیصر نے اہل عرب کو اٹھا دیا - اس کے دل میں اسلام کا نور آ گیا تھا، لیکن تخت و تاج کی تاریکی میں یہ روشنی بجھ کر رہ گئی -

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت ایک کافر کو

دی، اور آج میرے بزرگوار اور دوستو، ہم اپنے عزیز دین کی دعوت
اپنے دوستوں کو دیتے ہوئے جھجھکتے ہیں، حالانکہ قرآن مجید کی آیت
سے صاف ظاہر ہے کہ دین کی دعوت دینا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

**ترجمہ:۔** تم بہتر امت ہو کہ لوگوں کے (نفع رسانی) کیلئے
نکالے گئے ہو تم لوگ نیک کام کا حکم کرتے ہو اور بُرے
کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

(بیان القرآن)

آج اگر ہم میں دعوت اسلام کا جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ دن دُور
نہیں جب کہ اللہ کی نصرت و مدد آئے گی۔


## ہمارے حضورؐ :۔ از: امۃ اللہ تسنیم

بچوں کے لئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب،
جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو
بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے، جو بچوں کے نصاب میں
داخل کرنے کے لائق ہے۔ یہ کتاب امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ایڈیٹر رضوان کی
قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ پچاس نئے پیسے

ملنے کا پتہ
مکتبۂ اسلام، ۳، گوئن روڈ، لکھنؤ




# اسلامی گیت

شاکر اسعدی

آؤ اسلام کے گیت گائیں — انقلاب ایک عالم میں لائیں
آؤ آؤ کہ ہم اپنے سر کو — اپنے مولیٰ کے آگے جھکائیں
جس نے ذلت سے ہم کو نکالا — اس پیمبر کے قربان جائیں
زندگی دے دی قرآں نے ہم کو — کیوں نہ سینے سے اس کو لگائیں
مشعل علم و عرفاں جلاکر — فکر و احساس کو جگمگائیں
راہ سنت کی سب کو دکھاکر — لعنت شرک و بدعت مٹائیں
بے حسی جن پہ چھائی ہوئی ہے — ان کو احساس و غیرت دلائیں
مغربیت کو حیوانیت کو — موت کی نیند آؤ سلائیں
بے حجابی کو بے غیرتی کو — راہ ملک عدم کی دکھائیں
مشرقیت کو انسانیت کو — ہو جہاں بھی چلیں ڈھونڈھ لائیں
خواب ہے یا فسانہ ہے دنیا — رنگ رلیوں پہ اس کی نہ جائیں
رہ گزر ہے جہاں ہم ہیں راہی — راستے میں نہ دل کو لگائیں
آخرت اپنا اصلی وطن ہے — فکر عقبیٰ کو دل میں بسائیں

رب کا پیغام سب کو سنائیں
خود بنیں نیک سب کو بنائیں

محمد یوسف اصلاحی

# حکمت کی آٹھ باتیں

**ایک سعادت مند طالب علم کی ۳۳ سالہ تعلیم و تربیت کا حاصل**

امام احمد بن حنبل کے زمانے میں ایک بہت بڑے متقی عالم گزرے ہیں جن کا نام تھا حاتم الاصمؒ ان کے استاد شفیق رحمۃ اللہ علیہ، اپنے زمانے کے بہت بڑے ماہر عالم گزرے ہیں۔ توراۃ، انجیل، زبور، قرآن تمام ہی آسمانی کتابوں کے ماہر تھے، آپ بلخ کے رہنے والے تھے۔ حاتم الاصم ۳۳ سال تک ان کی تربیت میں رہے، حاتم الاصم کے بہت سے نصیحت بھرے واقعات پُرانی کتابوں میں ملتے ہیں آج انھیں کا ایک واقعہ ہم سُناتے ہیں۔ ہمارے طالب علم ساتھیوں کو اس واقعہ سے یہ سبق ملے گا کہ "علم" الفاظ اور معنی یاد کر لینے یا بہت سی معلومات حاصل کر لینے کا نام نہیں ہے، بلکہ "علم" نصیحت کی باتیں حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کا نام ہے۔

ایک روز حاتم الاصمؒ کے اُستاد "شفیق" نے حاتم سے پوچھا:۔

استاد:۔ کیوں بھئی حاتم! تم کتنے دنوں سے میرے ساتھ ہو؟

طالب علم:۔ جناب ۳۳ سال ہو گئے۔

استاد:۔ اچھا بتاؤ تم نے اتنے دنوں میں مجھ سے کیا سیکھا؟

طالب علم:۔ اُستاد محترم، کُل آٹھ باتیں سیکھیں۔



اُستاد:۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، ساری عمر میری تمہارے ساتھ بیت گئی اور تم نے صرف آٹھ باتیں سیکھیں!

طالب علم:۔ استاد محترم، جھوٹ بولنا تو میں پسند نہیں کرتا، واقعی میں نے تو صرف آٹھ ہی باتیں سیکھی ہیں۔

اُستاد:۔ اچھا لاؤ سُناؤ، کیا آٹھ باتیں تم نے سیکھی ہیں؟

طالب علم نے کہنا شروع کیا:۔

## ۱ پہلی بات:۔

اُستاد محترم! جہاں تک میں نے دنیا پر نظر دوڑائی، میں نے دیکھا کہ ہر آدمی کسی نہ کسی چیز کو محبوب سمجھتا ہے اور اس سے محبت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے اور قبر میں پہنچا دیا جاتا ہے لیکن وہ محبوب اُسے قبر میں اکیلا چھوڑ دیتا ہے، پس میں نے نیکیوں کو اپنا محبوب بنایا کہ یہ قبر میں بھی میرے ساتھ رہیں گی اور کہیں مجھے اکیلا نہ چھوڑیں گی۔

اُستاد نے تعریف کی اور کہا اچھا حاتم دوسری بات بتاؤ۔

## ۲ دوسری بات:۔

اُستاد محترم! میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول مسلسل اپنے سامنے رکھا: وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ جو اپنے رب کے سامنے حاضری دینے سے ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو بُری خواہشات سے روکتا رہا اس کا ٹھکانہ جنت میں ہے۔

تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ بس میں نے خواہشات سے بچنے کی کوشش کی اور پوری پابندی کے ساتھ خدا کی بندگی میں لگ گیا

## تیسری بات :۔

اُستاد محترم! جہاں تک میں نے دنیا والوں کی حالت پر غور کیا مجھے نظر آیا کہ جس کے پاس بھی کوئی اچھی اور قیمتی چیز ہے وہ اسے سینت سینت کر حفاظت سے رکھتا ہے، پھر میری نظر سے یہ آیت گزری۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے ایک دن ختم ہو جائیگا اور جو کچھ خدا کے پاس ہے ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیگا۔

اب یہ حال ہے کہ جو چیز بھی میرے ہاتھ لگتی ہے اللہ کے حوالے کر دیتا ہوں کیونکہ میرے پاس رہے گی تو فنا ہو جائے گی، اللہ کے یہاں رہے گی تو ہمیشہ ہمیشہ میرے لئے باقی رہے گی۔

## چوتھی بات :۔

اُستاد من! میں نے مخلوق کی حالت پر جہاں تک غور کیا یہ دیکھا کہ کوئی مال و حسب پر فریفتہ ہے تو کوئی نسب و شرافت پر ریجھتا ہے لیکن میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ چیزیں کوئی وزن نہیں رکھتیں، اللہ کی یہ آیت میرے سامنے آئی

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ۔ تم میں سب سے بڑھ کر بُرائیوں سے بچنے والا اور نیکیوں کو اپنانے والا ہی خدا کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہے۔



اور میں نے برائیوں سے بچنے کے لئے کمر باندھ لی تاکہ خدا کے یہاں معزز ہو

## پانچویں بات :۔

اُستاد محترم! میں نے دنیا والوں کی حالت پر جہاں تک غور کیا یہی دیکھا کہ کوئی کسی کو لعنت و ملامت کر رہا ہے، کوئی کسی کو طنز و تشنیع کا نشانہ بنا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان سب پاپوں کی اصل جڑ "حسد" ہے۔ پھر میں نے خدا کے اس فرمان پر غور کیا۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ ان کو سامان زندگی ہم ہی (مصلحت کے مطابق) دیتے ہیں۔

اور حسد سے بچنے کا عزم مصمم کیا، مخلوقات سے کنارہ کیا اور پھر کبھی حسد کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا اور مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ یہ سامان حیات کی تقسیم تو اس ذات نے کی ہے جو تمام بُرے جذبات اور بیجا جھکاؤ سے پاک ہے۔ اس کے بعد پھر کبھی میں نے کسی سے دشمنی نہیں کی۔

## چھٹی بات :۔

اُستاد محترم! مخلوق کو جہاں تک میں نے دیکھا یہی نظر آیا کہ کوئی کسی پر زیادتی کر رہا ہے۔ کوئی کسی سے برسرپیکار ہے، چنانچہ میں نے خدا کے اس فرمان کی طرف رجوع کیا:

اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۔ بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسی کو دشمن سمجھو۔

اور پھر میں نے اس "عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ" سے بچنے کی کوشش کی، صرف

اسی سے دشمنی کی ٹھانی اور کسی کو اپنا حریف نہیں سمجھا، کیونکہ خدا نے اسی کو دشمن ٹھہرایا ہے۔

## ساتویں بات:۔

استاد محترم! میں نے جہاں تک دنیا والوں پر نظر دوڑائی، دیکھا کہ چند ٹکڑوں کی طلب میں ہر ایک لگا ہوا ہے، اسی کے لئے اپنے کو ذلیل کر رہا ہے اور اس لالچ میں حرام سے بھی نہیں بچ پاتا، پھر میں نے خدا کے اس فرمان پر غور کیا:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ زمین پر چلنے پھرنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔

اور اس نتیجے پر پہنچا کہ آخر میں بھی تو اس زمین پر چلنے والے جانداروں میں سے ہوں جن کی روزی کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ چنانچہ پھر میں نے کبھی اُس چیز کی فکر نہ کی جو اللہ کے یہاں بہرحال میرے لئے مقدر ہے، پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ کے ان حقوق کی ادائگی میں لگ گیا جو مجھ پر واجب ہیں

**آٹھویں بات:۔** استاد محترم! مخلوق کی حالت پر جہاں تک میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ لوگوں نے ناپائدار چیزوں پر تکیہ کر رکھا ہے، کوئی اپنے مال و متاع پر بھروسہ کئے ہوئے ہے کوئی اپنی صنعت پر کوئی اپنی جسمانی صحت پر، انسان اپنے ہی جیسے انسانوں پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے خدا کے اس فرمان کی طرف رجوع کیا وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ "اور جو اللہ پر بھروسہ کریگا تو اللہ اسکے لئے کافی ہے" ۔۔۔ اور میں نے خدا پر بھروسہ کیا اور واقعی خدا میرے لئے کافی ہے۔

شاگرد کا یہ بیان سُن کر ان کے اُستاد شفیق بلخیؒ بہت خوش ہوئے، انھیں علم و عمل کی ترقی اور توفیق کی دعائیں دیں اور فرمایا میں نے توراۃ، انجیل، زبور اور فرقان عظیم کی حکمتوں پر خوب خوب غور کیا۔ سب کا حاصل یہی آٹھ باتیں ہیں (احیاء علوم الدین کا ایک صفحہ) (بشکریہ "تجلی" لاہور)



ذیل کے مضمون کا واقعہ یا نام فرضی ہو یا واقعی اس کی مطابقت کی ذمہ داری ایڈیٹر پر عائد نہ ہوگی

# بعد از وقت

از:- فرحت سلطانہ

صبح کے آٹھ بجے تھے، ابھی ہم سب ناشتہ کر کے اُٹھے ہی تھے کہ ناہید آج کا اخبار لئے ہوئے آئی اور میری طرف بڑھا دیا۔ جلی حرفوں میں پروفیسر ہاشمی کے انتقال کی خبر چھپی تھی جو ٹی۔بی میں مبتلا ہو کر کئی سال کی بیماری کے بعد کل شب انتقال کر گئے۔

خبر پڑھ کر میرا دماغ چکرانے لگا، اور اب سے کئی سال کی بھولی بسری باتیں یاد آنے لگیں۔

شازفہ سے میری پہلی ملاقات ایک جلسے میں ہوئی اور اس کے بعد اکثر ہم لوگوں کی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ میرے اور اس کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق تھا، وہ مجسم مغربی تہذیب کا نمونہ تھی اور میں ایک پردے دار مشرقی تہذیب کی پرستار لڑکی۔ اس لئے ہم لوگوں میں کبھی بے تکلفی اور دوستی نہ ہو سکی۔ ایک دوسرے سے ملتے تو رہتے لیکن یہ ملاقات بس رسمی ہی ہوتی اکثر وہ بڑے فخریہ انداز میں کہتی میرے ڈیڈی بڑے آزاد خیال ہیں، وہ مجھ پر کسی قسم کی پابندی نہیں رکھتے، وہ تو دوپٹہ اوڑھنے کو بھی غیر ضروری سمجھتے ہیں لیکن میں اپنی ضد سے نائیلون کے دوپٹے لے آتی ہوں۔

اس قسم کی باتیں سُن کر میں دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتی اور سوچتی خدا ہی جانے اس مغرب پرست لڑکی کا کیا انجام ہوگا۔

پروفیسر ہاشمی مالدار اور دنیا پرست انسان تھے۔ خدا نے ان کو سب کچھ دے رکھا تھا لیکن اسکی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کبھی ادا نہ کرتے۔ کبھی غیر ممالک میں جانے کا اتفاق نہ ہوا تھا لیکن مغربی تہذیب میں بالکل رنگ گئے تھے، اسی لئے انھوں نے اپنی لڑکی کو مکمل آزادی دے رکھی تھی۔

اس کے برعکس ان کی بیگم پردے کی پابند اور قاعدے کی انسان تھیں، بیٹی کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی کو پسند نہ کرتی تھیں لیکن شوہر کے آگے ان کی ایک نہ چلتی، کبھی کبھی دبے الفاظ میں شوہر کو سمجھاتیں لیکن وہ ہمیشہ یہی کہہ کر ٹال دیتے "کیسی نادانی کی باتیں کرتی ہو بیگم، اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ جب لڑکیاں گھر کی چار دیواری میں مقید رہتی تھیں۔ میرے خیال میں لڑکیوں کو پردے میں رکھنا اور ان کی سیر و تفریح پر پابندی لگانا ظلم اور ناانصافی ہے"۔ بیچاری چپ ہو جاتیں۔

حالات نے اچانک پلٹا کھایا، پروفیسر ہاشمی کی صحت خراب رہنے لگی، پہلے تو بیماری معمولی تھی لیکن رفتہ رفتہ ٹی۔ بی کے اسٹیج پر پہونچ گئی، اب سے کچھ عرصہ پہلے شہر کے مشہور اسپتال میں داخل ہو گئے جہاں بڑے بڑے ڈاکٹروں کا علاج رہا، لیکن بیماری روز بروز بڑھتی رہی۔

اتفاقیہ طور پر ایک جگہ شازیہ سے میری ملاقات ہوئی، یہ دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی کہ اس کے چہرے سے ذرا بھی رنج و غم کا اظہار نہ ہوتا تھا، باپ کی سخت علالت کے باوجود اسی طرح خوش و مسرور نظر



آرہی تھی

میں نے قریب جاکر اظہار ہمدردی کے بعد حال پوچھا، اس کے چہرے پر ایسے آثار نظر آئے جیسے کوئی بات ناگوار گزری ہو، پھر کہنے لگی، کیا بتاؤں ڈیڈی کی تو صورت ہی دیکھ کر ڈر لگتا ہے اب میں دیکھنے بھی نہیں جاتی، کہیں اس موذی مرض کے جراثیم نہ لگ جائیں، اور پھر ان دنوں اپنے کالج میں ایک ڈرامہ ہونے والا ہے، جس میں میرا بھی پارٹ ہے اس لئے فرصت بھی نہیں ملتی،

اس جواب کو سن کر جتنی بھی حیرت کی جائے کم ہے، کیا آج کل کی اولاد کا خون ایسا سفید ہو گیا ہے کہ ماں باپ جیسی انمول ہستی کی محبت بھی ان کے دلوں سے ناپید ہو چکی ہے لیکن قصور تو والدین اور مغربی تہذیب کا ہے، جس نے اس کو کہیں کا نہ رکھا۔

دوسرے دن میں اسپتال مزاج پرسی کے لئے بیگم ہاشمی کے پاس گئی، مجھے اچانک دیکھ کر کافی متعجب ہوئیں، پھر کہنے لگیں "تم کیسے آگئیں، یہاں کا پتہ کیسے معلوم ہوا؟

"پتہ میں نے شازیہ سے پوچھ لیا تھا"۔

وہ کب تم کو ملی تھی؟ ہم لوگ جب سے یہاں آئے ہیں وہ ایک بار بھی اپنے ڈیڈی کو دیکھنے اس ڈر سے نہ آئی کہ مبادا کہیں اسے بھی جراثیم نہ لگ جائیں اور یہ اس کو ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک بار میری بیٹی کو دکھا دو۔ میں کیسے کہوں کہ انھیں کی تعلیم کی بدولت وہ

اتنی خودسر اور آزاد ہوگئی کہ کسی کی محبت اور خیال نہ رہا۔" یہ کہتے کہتے ان کی آنکھیں بھی پُرنم ہوگئیں۔ ہم لوگوں کو بات کرتے ہوئے سُن کر پروفیسر صاحب نے نحیف آواز میں پوچھا، کیا میری بیٹی آگئی۔ اسے میرے قریب کردو تاکہ میں ایک نظر دل بھر کے دیکھ لوں"، یہ سُن کر میرے دل پر چوٹ سی لگی۔

اس کے بعد اکثر دریافت حال کے لئے چلی جاتی، میرے اس سلوک سے پروفیسر صاحب اور ان کی بیگم کافی متاثر ہوئیں

ایک دن گئی تو معلوم ہوا کہ کل بڑی خوشامد کر کے بیگم ہاشمی بیٹی کو لے آئیں لیکن اس نے گھر کے اندر بھی قدم نہ رکھا، صرف دروازے پر کھڑی رہی اور کہا "ڈیڈے سے کہئے جلدی سے ایک نظر دیکھ لیں' اس جگہ میں زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکتی"۔

یہ جملے پروفیسر صاحب نے بھی سُن لئے۔ اس کا بہت بُرا اثر پڑا۔ ہوش میں آنے کے بعد انھوں نے کہا۔ اس بیچاری شازیہ کی باتوں نے میری آنکھیں کھول دی ہیں، کاش پہلے ہی مجھے سمجھ آجاتی۔ اب کیا منھ لے کر خدا کے سامنے جاؤں گا زندگی میں کوئی بھی کام ایسا نہ کیا جو دوسری دنیا میں کام آتا۔

بیگم ہاشمی نے بتایا کہ اب شازیہ کا نام بھی سُننا پسند نہیں کرتے یہ سب باتیں سُن کر مجھے افسوس ہوا اور پھر کسی دن آنے کا وعدہ کر کے چلی آئی لیکن باوجود ارادے کے بھی اس کے بعد نہ جا سکی اور آج ان کے

بقیہ ص ۳۶ پر



سید محمد احسن اسبا حسینی

# یہ تہذیب حاضر کی جلوہ گری ہے

## اٹلی میں عُریاں رقص:۔

اٹلی میں حکومت سے چند وابستہ لوگوں پر اس لئے مقدمہ چلایا گیا کہ وہ ایک کلب کے بزم رقص و سرود میں شریک ہوئے اور رقاصہ اپنے سارے کپڑے اُتار کر برہنہ ہوگئی اور لوگوں نے اپنے چسٹر اور الاسٹر وغیرہ اس کے قدموں کے نیچے بچھا دیے اور وہ پوری رات اسی پر رقص کرتی رہی۔ حکومت کے لوگوں پر یہ فرد جرم عائد ہوئی کہ وہ اس عُریاں رقص میں کیوں شریک ہوئے۔

## امریکہ میں ایک سیاہ فام پادری کی گرفتاری:۔

ایک امریکی سیاہ فام پادری ولیم گنج کو عام دعا گھر میں حاضر ہونے کے لئے اتوار کو دس بجے دن سے دوشنبہ ۹ بجے دن تک کے لئے رہا کیا گیا اور پھر جیل واپس کر دیا گیا تاکہ وہ کورٹ کی دی ہوئی سزا بھگت سکے، اس کو دس دن قید کی سزا اس لئے دی گئی کہ اس نے گوروں کے ہوٹل میں کھانا کھایا تھا۔

## امریکہ میں طلاق کے اسباب:۔

ایک امریکی خاتون نے اپنے شوہر سے اس لئے طلاق کا مطالبہ

کیا کہ اس نے اس کی والدہ کو جو ان دونوں کے ساتھ قیام کرتی ہے، کو رات کے سناٹے میں بھوت بن کر خوفزدہ کر دیا۔

ایک دوسری خاتون نے اس جج سے طلاق طلب کیا ہے کہ اس کا شوہر اتنا مفلس ہے کہ وہ اسے منجن کی شیشی کو نچوڑنے پر مجبور کیا کرتا ہے تاکہ اس کے منھ کے اندر منجن پہونچ سکے۔

اور ایک شوہر اپنی بیوی کی شکایت کرتے ہوئے طلاق کا خواہاں ہوا کہ اس نے گیرج پر بورڈ لگا کر مندرجہ ذیل عبارت لکھ رکھی ہے

"گیرج برائے کرایہ، اور شوہر برائے فروخت!"

امریکہ کے ایک جج نے ایک خاتون کو طلاق لینے کی اجازت اس لئے دی کہ اس نے بتلایا کہ اس کا شوہر سونے کے کمرے میں اپنی سابقہ چاروں بیویوں کے فوٹو آویزاں کرنے پر ضد کر رہا ہے۔

نیویارک کے پرنسل لا کورٹ میں ایک عورت نے شکایت کی کہ اسکا شوہر ایک طوطا لایا ہے اور اس کو سکھا دیا ہے کہ صبح سویرے اُٹھ کر اس طرح نغمہ سرا ہو:

"اے عورت بیدار ہو! تجھ پر خدا کی لعنت ہو! بیدار ہو جا!"

ایک امریکی اخبار نے ان اسباب کی فہرست شائع کی ہے جس کی بنا پر امریکی عورتیں اپنے شوہروں سے طلاق کی خواستگار ہوتی ہیں:-

- بستر پر، شوہر خشک میوے اور بسکٹ کھاتا ہے۔
- شام کے کھانے پر شوہر اپنی خوشدامن کو کبھی نہیں مدعو کرتا۔



- شوہر ایک طویل مدت گزر جانے کے باوجود غسل نہیں کرتا!
- شوہر اپنے کتے کو اسی بستر پر سلانے کی ضد کرتا ہے جس میں بیوی اس کی شریک ہوتی ہے۔
- بیوی کے جسم میں پن اس لئے چبھوتا ہے تاکہ ہنسے اور مزہ لے!
- اس کے کتے کو ہمیشہ زدوکوب کرتا ہے!
- لنکولن کو امریکہ کی تاریخ میں سب سے عظیم الشان صدر تصور کرنے پر اصرار کرتا ہے۔

## سیاہ فام جینے کے قابل نہیں:-

۱۹۴۶ء میں کولبیا کا ایک سیاہ فام نوجوان اور اسکی والدہ اپنا قابل مرمت ریڈیو سٹ ایک ریڈیو کی دوکان پر لے گئے، اور دوکاندار سے کہا کہ براہ مہربانی اس کی مرمت کر دیجئے، دوکاندار نے ریڈیو درست کر کے واپس کیا، ان دونوں نے اجرت ادا کر کے ریڈیو کو دیکھا تو وہ اسی طرح خراب تھا اور اس کو بالکل درست نہیں کیا گیا تھا، ماں نے دوکان دار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:- ۱۳ ڈالر ادا کرنے کے باوجود ریڈیو گونگا ہے"۔

دوکاندار نے یہ جملہ سنتے ہی دونوں ماں بیٹے کو دوکان سے نکل جانے کا حکم دیا۔ نکالتے وقت ایک نوکر نے ماں کو اپنے پیر سے ٹھوکر دی اور وہ سر کے بل زمین پر گر پڑی، اس پر سیاہ فام سخت ناراض ہوا، اور ماں کی یہ حالت دیکھ کر نوکر پر پل پڑا، اور زمین پر دے مارا، اتنے میں

ایک پڑوسی نے واویلا مچاکر مجمع سے کہا کہ اس حرامزادہ سیاہ فام کو قتل کر ڈالو، مجمع اکٹھا ہو گیا اور اس نے چیخنا چلانا شروع کیا کہ ہمیں اس سے انتقام لینا چاہیئے۔

امریکیوں کے نزدیک سیاہ فاموں سے قصاص بغیر کسی سزا اور مقدمہ کے ان کے جسموں سے سروں کو جدا کر لینا ہے! لیکن اتفاقاً وہ دونوں کسی طرح مجمع کے ہاتھوں سے چھڑا کر جیل خانہ کے نذر کر دیے گئے، اس بات سے لوگ خوش نہیں ہوئے اور حبشیوں کے محلہ پر ٹوٹ پڑے تاکہ اس حبشی اور اس کی والدہ سے انتقام لیں۔ مجمع اور پولیس نے اس محلّہ کو گھیر لیا اور بیچارے سیاہ فاموں کو ان کے گھروں اور قیام گاہوں سے مار بھگایا اور قتل و خون ریزی کے ساتھ ساتھ گھروں کو لوٹا اور ویران کیا اور سیکڑوں حبشی قتل اور زخمی ہوئے۔

یہ سب کیوں ہوا؟ اس لئے کہ ایک سیاہ فام خاتون نے دوکاندار سے یہ شکایت کی تھی کہ اس نے ریڈیو بنانے کی اجرت دی مگر اس کا ریڈیو ٹھیک نہیں ہوا۔

---

(بقیہ مضمون صـ۳۲) ان کے انتقال کی خبر پڑھ کر میرے دل پر کافی اثر ہوا وہاں جاکر جو کچھ دیکھا کچھ کم حیرت انگیز نہ تھا، سوائے بیگم ہاشمی کے کسی کے چہرے سے رنج و غم تو دور، افسردگی بھی ظاہر نہ ہوتی تھی، مرنیوالے کیلئے دو آنسو بہانا تو بڑی دور کی بات تھی۔ مغربی تہذیب کی اس لڑکی کے دل پر ذرا بھی اثر نہ تھا جس سے آج ایک انمول ہستی ہمیشہ کیلئے بچھڑ گئی تھی جس نے ہمیشہ اپنی آنکھوں کا تارا بنا کر رکھا تھا۔

کاش پروفیسر ہاشمی کو پہلے ہی عقل آجاتی۔ لیکن ان کی یہ پشیمانی بعد از وقت تھی۔



شمس الدین لکھوروی

# یہ دُنیا مسافر خانہ ہے!

ارشاد باری تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، اپنے اندر ایک ایسا مفہوم رکھتا ہے جس پر ہر بشر کا یقین کامل ہے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہی کیوں نہ ہو، ہر شخص یہ جانتا ہے کہ یہ دنیا مسافر خانہ ہے یہاں کسی شے کو بقا اور دوام نہیں ہے اور ہر جاندار اشیاء کو یہاں سے کوچ کرنا ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل، اب یہ الگ بات ہے کہ ایک مومن کا عقیدہ مرنے کی بابت کچھ اور ہوتا ہے اور ایک کافر کا کچھ اور بہر حال مرنے کا عقیدہ دونوں ہی کو ہوتا ہے۔ چنانچہ ہماری آنکھوں نے دیکھا اور ہمارے کانوں نے سُنا کہ بڑے بڑے راجہ اور سُورما اور اہل علم جن کی شہرت کی آفاق میں دھوم مچی ہوئی تھی اور جن کو اپنی بہادری اور دولت و ثروت اور فن علم پر نزہ تھا، وہ سب کے سب اس جہان سے چلے گئے اور اپنے ساتھ سوائے دو گز کفن کے کچھ بھی نہ لے گئے شداد جس نے دنیا ہی میں جنت تیار کروائی تھی چند روز بھی نہ رہ سکا اور چل بسا

فرعون، جو تخت و تاج اور دولت و ثروت کے گھمنڈ میں خود کو اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ کہہ کر پکارتا تھا کس طرح اس صفحۂ ہستی سے

مٹا دیا گیا اور نمرود نے بھی یہی نعرہ بلند کیا تھا، چنانچہ اس کا بھی حال معلوم ہی ہوگا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا، غرض یہ کہ دنیا کی کسی شے کو بقا اور دوام نہیں ہے۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کو ہمیشہ موت کو حاضر سمجھتے ہوئے آخرت کی فکر کرنی چاہیئے، کیونکہ ہماری آخرت کی زندگی ہی ابدی زندگی ہے، ایک لمحہ کیلئے بھی موت سے غافل نہ ہونا چاہیئے، اس لئے کہ موت سے غافل ہونیکا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیا، حالانکہ کسی طرح بھی یہ ایک مومن کے شایان شان نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی مرد مومن ایسا کرتا ہے تو دنیاوی زندگی آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتا ہے تو اُس کے ساتھ بھی وہی کیا جائے گا جو اس سے پہلے لوگوں کے ساتھ کیا جا چکا ہے، کیونکہ یہ خداوند قدوس کی سنت جاریہ ہے، کوئی تو تیز و تند ہوا کا شکار ہوا، کوئی غرق آب کردیا گیا اور کوئی تہہ تیغ کردیا گیا، یہ تو دنیا میں انکی حالت ہوئی اور آخرت کی خبر خدا ہی بہتر جانتا ہے اسی لئے ایک لمحہ بھی موت سے غافل نہ ہونا چاہیے، کیونکہ موت ہی وہ ہے جو انسان کو نفسانی خواہشات سے روکتی ہے اور تمام لذتوں کو ختم کردینے والی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت دنیا کی تمام لذتوں کو ختم کردینے والی ہے، اگر ہم میں سے کوئی یہ چاہتا ہو کہ زیادہ سے زیادہ عمل صالح کرکے عنداللہ اور عندالرسول سُرخرو ہوں اور دین و دنیا میں بہترین زندگی گزاریں اور اپنے قلب کو اللہ کے دربار میں خشوع و خضوع کے ساتھ جھکائیں تو زیادہ سے زیادہ موت کو یاد کرنا چاہیئے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے



اُم سلمیٰ منشی و ادیب ماہر

# رخصت اے جانِ پدر تسکینِ مادر الوداع

## (نند کو بھاوج رخصت کرتی ہے)

رخصت اے جان پدر تسکین مادر الوداع
رخصت اے ناز برادر فخر خواہر الوداع

رخصت اے رونق فزائے خانۂ من الوداع
رخصت اے روشن کن کاشانۂ من الوداع

رخصت اے پاکیزہ سیرت پاک طینت الوداع
رخصت اے گلدستہ گلہائے عصمت الوداع

کر رہا ہے مل کے رخصت تم کو پورا خاندان
چھٹ رہی ہے کاروان سے ایک فردِ کارواں

ساتھ چھٹتا ہے تمہارا اپنے گھر والوں سے اب
پاؤ گی غیروں کو تم اپنوں سے بڑھ کر کیا عجب

تم کو رخصت کرنے پر ہر ایک اب مجبور ہے
کیا کیا جائے کہ دنیا کا یہی دستور ہے

باپ ماں نے پال کر تم کو کیا اتنا بڑا
کرتے ہیں رخصت تمہیں اب دیکے یہ دل سے دُعا

اس نئے گھر میں بھی فرق آئے نہ کچھ توقیر میں
سب جکڑ جائیں تمہارے خلق کی زنجیر میں

ہوں نمایاں خوبیاں رفتار سے گفتار سے
سب کو گرویدہ بنا لو خوبیٔ کردار سے

کام میں ماہر ہو تم یکتا ہو اور ہوشیار ہو
فیض اس سے ہو تمہارے گھر اور تم خوش رہو

اب تمہاری زندگی کا اک نیا آغاز ہے
اور اس آغاز میں پنہاں خوشی کا راز ہے

زندگی کا ہر سکوں تم کو ملے تم شاد ہو
خوش رہو دونوں جہانِ زندگی آباد ہو

مثل بی بی فاطمہ اپنی گزارو زندگی
اس مثالی زندگانی سے سنوارو زندگی

ہے دُعا سلمیٰ کی ہوں دونوں پہ نازل رحمتیں
دونوں کو حاصل ہو عیش جاوداں پھولیں پھلیں